إذا كان الثوب ضيقا ح:٣٦٢ عن سهل ﷺ١/٥٦٣] ''مردوں کے بیٹھ جانے تک تم (سجدے سے) سر نہ اٹھاؤ۔''

کپڑوں کی گرانی کی وجہ سے دیت قتل میں ایک سو اونٹ، دو سو گائے یا''**علی أهل الحلل مائتي حلة**'' دو سو جوڑے کپڑے مقرر تھے۔[أبو داؤد الديات باب ١٨ عن ابن عمرو ﷺ حسنه الألباني إرواء ح:٢٢٤٧] **یعنی ایک جوڑا کپڑا ایک عدد** گائے کے برابر قیمتی تھا۔

مطلب (۲): کمروں کا فرش عمر فاروق ﷺ: (امہات المؤمنین سے ناراضگی کے واقعے میں) رسول اللہ ﷺ کے کمرے میں آئے تو آپ ﷺ خرما کے پتوں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس پر کوئی بستر نہیں تھا اور پہلوئے مبارک پر چٹائی کا نشان پڑا ہوا تھا۔[**بخاری** لباس ٣١، مظالم ٢٥ ح:٢٤٦٧، **مسلم** طلاق ح:٣٢عن ابن عباس ﷺ]

اسی غربت، سادگی اور کپڑوں کی مہنگائی کی وجہ سے عصر نبوت کی مسجدوں اور عام گھروں کا فرش مٹی یا ریت ہی ہوتا تھا۔ دری وغیرہ کا انتظام نہ تھا۔ اسی لیے مسجدوں اور گھروں میں بھی عموماً جوتے پہنے رہتے تھے۔ مسجد میں پیشاب کے واقعے میں آپ ﷺ نے وہ مٹی اٹھا کر باہر پھینکنے اور اس جگہ ایک ڈول پانی بہانے کا حکم دیا۔[أبو داؤد وصححه الألبانیؒ] ویسے بھی ''مٹی'' دھوپ، ہوا اور پانی سے پاک ہو جاتی ہے، لیکن ''کپڑے'' کی جنس سے متعلق دھوئے بغیر پاک ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

ان حالات میں یہ تصور نہایت بعید ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کسی جاں نثار صحابی نے اس حالت میں نماز پڑھ کر تقرب الٰہی حاصل کی ہو کہ اس کا ''**گیلا**'' پاؤں خشک **نجاست زدہ کپڑے** پر پڑ چکا ہو، پھر پاؤں کو دھونے کی زحمت نہ کی ہو۔ **واللہ أعلم**

مبحث {5}: ﴿لئن شكرتم لأزيدنكم﴾[إبراهيم ٧]

آج اگر اللہ پاک نے بچھانے کو وال ٹو وال کارپٹ کی نعمت دی ہے تو بچگانہ پیشاب سے حفاظت کے لیے لنگوٹ (Pampers) بھی میسر ہیں۔ دھونے، نچوڑنے اور سکھانے کی مشینیں بھی۔ سب سے بڑھ کر کپڑے، صابن، سرف اور پانی کی بہتات ہے۔ البتہ سہولت پسندی نے ہمت وجذبے کی قلت پیدا کی ہے!!

الغرض کوتاہی چھوڑ کر صفائی کے تقاضوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اس منعم حقیقی کے عطا کردہ وسائل کو صفائی و پاکیزگی میں استعمال کرنا ان نعمتوں کی شکر گزاری کا تقاضا ہے۔ اسی میں صحت وعافیت کی عظیم تر نعمت کی قدردانی بھی ہے اور عبادات کی قبولیت کا ذریعہ بھی...... کیوں نہ ہو لسانِ ﴿**وما ینطق عن الھویٰ**﴾ نے صفائی و پاکیزگی کو ''**نصف ایمان**'' قرار دیا ہے۔

اصلاح عقیدہ قسط: 15

بدعت کی شرعی حیثیت

محمد حسن آصم صدیقیؒ

بعض بریلوی حضرات نے مروجہ مجلس میلاد کی یہ دلیل دی ہے: ''حرمین شریفین میں بھی یہ مجلس پاک نہایت اہتمام سے منعقد کی جاتی ہے جس ملک میں بھی جاؤ، مسلمانوں میں یہ عمل پاؤ گے۔''

الجواب: اصحاب کرام رضی الله عنهم أجمعین ،تابعین عظام رحمهم الله سے لے کر چھ صدیوں تک انہی حرمین شریفین سمیت عالم اسلام کے کسی عالم دینؒ، فقیہؒ اور مجتہدؒ کو اس نام نہاد ''مجلس پاک'' کی ''برکات'' نہ سوجھیں۔ حرمین شریفین کے فضائل بلا شبہ ثابت ہیں، لیکن شریعت اسلامیہ کے مصادر صرف کتاب الٰہی، سنت نبوی اور اجماع وقیاس ہیں۔ اگر حرمین شریفین میں سنت وشریعت کے مطابق کام ہوں تو ''نورٌ علیٰ نورٍ'' ورنہ ہرگز حجت نہیں۔☆

دراصل بدقسمتی سے ترکیوں کے عہد حکومت میں وہاں بدعات وخرافات کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی۔ اسی بنا پر ملا علی قاری رحمه الله اپنے تأثرات یوں بیان کرتے ہیں: ''حرمین شریفین میں ظلم عام ہے، جہالت زیادہ ہے، علم کم ہے، منکرات کا ظہور ہے،

☆ حرمین شریفین میں ایجاد ہونے والی ''بدعت'' کو تو نبی اکرم ﷺ نے انتہائی لعنت اور شدید ترین عذاب کا موجب قرار دے رکھا ہے۔ چہ جائیکہ کسی ''بدعت'' کو مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ سے نسبت کی بنا پر سند قبولیت عطا کی جائے۔

حضرت علی ﷛ نے رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث لکھ رکھی تھی اور حضرت انس ﷛ وابو ہریرہ ﷛ بھی آپ ﷺ سے روایت کرتے تھے: **''المدینةُ حرمٌ من عیرٍ إلی ثورٍ، فمن أحدث فیها حَدَثاً أو اویٰ مُحدِثاً فعلیه لعنةُ اللهِ والملائکةِ والناس أجمعینَ، لا یقبلُ اللهُ منه یوم القیامة صرفاً ولا عدلاً''** مدینے کی عیر سے ثور پہاڑی تک کا سارا علاقہ حرمت والا ہے، جو کوئی اس مقدس حرم میں کوئی بدعت رائج کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے' اس پر اللہ پاک، برگزیدہ فرشتوں اور عالم انسانیت کی طرف سے لعنت پڑے۔ اللہ پاک روز قیامت اس سے کوئی نفل وفرض یا بدلہ وفدیہ قبول نہیں فرمائیں گے۔'' (**صحیح البخاری** ، کتاب الفرائض باب ۲۱ ح: ۶۷۵۵ مع الفتح ۲۴/۱۲۔ **صحیح مسلم** ، کتاب الحج، باب فضل المدینة، ح:۴۷۹، مع المنهاج: ۱۴۲/۹، کتاب العتق ح:۲۰، ۱۵۰/۱۰، والبخاری، الاعتصام، ح:۷۳۰۰، فضائل المدینة، ح:۱۸۷۰، الجزیة ح:۳۱۷۲، ۳۱۷۹، مسلم الحج ح:۴۶۷ عن **علی** ﷛، **والبخاری** الاعتصام ح:۷۳۰۶، فضائل المدینة، ۱۸۶۷ عن **انس**﷛، ومسلم الحج ح:۴۶۹، ۱۴/۹ عن **أبی هریرة** ﷛۔ (ابو محمد)

بدعات رائج ہیں، حرام کھایا جاتا ہے، دینی شبہات بھی بکثرت ہیں۔'' (مرقاۃ)

مفتی احمد یار خان (بریلوی) لکھتا ہے: ''استحباب کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ مسلمان اس کو اچھا جانیں۔''

علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں: ''استحباب ایک شرعی حکم ہے، اس کے لئے دلیل درکار ہے۔''

کلک مانیز زبانے وبیانے دارد

محفلِ میلاد میں قیام کرنا

بعض علمائے دین کے نزدیک کسی بزرگ شخصیت کی بنفس نفیس تشریف آوری پر احتراماً کھڑے ہونا درست ہے، بشرطیکہ تعظیم میں غلو کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ کی آمد پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''قوموا إلى سيدكم'' امام نوویؒ نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (المنہاج)

اکثر علمائے اسلام نے اس نظریے کو غلط قرار دیا ہے، وہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذؓ غزوہ خندق میں زخم سے چور تھے، اس لئے آپ ﷺ نے انہیں گدھے سے اتارنے میں سہارا دلانے کی خاطر یہ فرمایا تھا۔ اس کی وضاحت مسند احمدؒ کی روایت سے ہوتی ہے: ''قوموا الى سيدكم فأنزلوه'' اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ اور انہیں (گدھے سے) اتار دو۔''

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ''قوموا إلى سيدكم'' فرمایا ''لسيدكم'' نہیں فرمایا۔☆

مسلمان کی حیثیت سے ہمیں دیکھنا چاہئے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل ایسے موقع پر کیا ہوتا تھا اور مخلوقات میں افضل ترین ہستی، مقدس ترین بزرگ، خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین ﷺ کی پسند کیا تھی...... آپ ﷺ کے خادم خاص حضرت انسؓ کہتے ہیں:

لم يكن شخصٌ أحبَّ اليهم من رسولِ الله ﷺ وكانوا إذا رأوه لم يقوموا، لما يعلمون من كراهيته لذلك.

(الترمذی، الادب، باب كراهية قيام الرجل للرجل ح ٢٧٥٤ وقال حسن صحيح غريب ٨٤/٥)

اور رسول پاک ﷺ کیسے اس عمل کو پسند کر سکتے تھے جب کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''**من سرّه أن يتمثل له الرجالُ قياماً فليتبوأ مقعده من النار** ''جس شخص کی خواہش ہو کہ لوگ کھڑے ہو کر اس کی تعظیم کریں تو اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا پڑے گا۔'' (الترمذی، الادب ح ٢٧٥٥، عن معاويةؓ وقال حديث حسن ٨٤/٥)

صحابۂ کرامؓ تمام احکام شریعت کی طرح نبی کریم ﷺ سے عقیدت ومحبت میں بھی امت اسلامیہ کے پیشرو اور نمونہ عمل

☆ابن حجرؒ: إلى اور لام کا یہ مزعومہ فرق کمزور ہے، کیونکہ یہاں إلى سے استقبال کے لیے جانے کا معنی بھی لیا جا سکتا ہے۔ [فتح الباری ٥٤/١١]